مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوت

ہفت روزہ

کراچی

اے لوگو!
دنیا سے پرہیز کرو
اور دھوکہ میں پڑکر دنیا پر
اعتماد مت کرو۔ آخرت کو
ترجیح دو اور محبوب رکھو

حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جلد نمبر ۲

۹ تا ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۸۳ء مطابق ۵ تا ۱۱ جمادی الثانی سنہ ۱۴۰۳ھ

شمارہ ۳۹

خصائل نبوی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگانے کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ

باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف سے خود خوشبو مہکتی تھی۔ گو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا استعمال نہ فرمائیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے کوئی خوشبو عنبر نہ مشک نہ کوئی اور خوشبو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ عمدہ نہیں سونگھی ایسے ہی بہت سی روایات اس مضمون پر دال ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ خوشبو کے بجائے استعمال کرنے کے بارے میں متعدد واقعات حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں چنانچہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی روایت مسلم شریف وغیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ کہ ایک مرتبہ سونے کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے پسینہ نکل رہا تھا۔ انہوں نے اس کو ایک شیشی میں جمع کرنا شروع کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک کھل گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا کر رہی ہو۔ کہنے لگیں کہ اس کو ہم اپنی خوشبو میں ملائیں گے۔ یہ سب سے زیادہ معطر ہے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک پہ دم فرما کر حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کی کمر اور پیٹ پہ ہاتھ پھیرا جس سے اس قدر خوشبو ہو گئی تھی۔ کہ ان کے چار بیبیاں تھیں ہر ایک بیحد خوشبو لگاتی کہ ان کی برابر خوشبو ہو جائے مگر ان کی خوشبو غالب رہتی۔

نکہت گل را چہ کنم لے نسیم ؛ بوئے آں پیرہنم آرزو است

ابو یعلیٰ وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جس کوچہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے تھے بعد کے گزرنے والے اس کوچہ کو خوشبو سے مہکتا ہوا پاکر سمجھ لیتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابھی اس راہ سے گزر ہوا ہے۔ وغیرہ وغیرہ روایات کثیرہ اس مضمون پر دال ہیں۔ لیکن باوجود اس کے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ اس باب نے مصنف نے چھ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

(۱) حدثنا محمد بن رافع وغیر واحد قالا انبأنا ابواحمد الزبیری حدثنا شیبان عن عبد اللہ بن المختار عن موسی ابن انس بن مالک عن ابیہ قال کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکۃ یتطیب منہا۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سکتہ تھا۔ اس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے۔

فائدہ: سکہ کے معنی علماء کے دو قول ہیں۔ بعض تو اس کا ترجمہ عطر دان اور اس ڈبہ کو بتلاتے ہیں۔ جس میں خوشبو رکھی جاتی تھی۔ تب تو یہ معنیٰ کہ اس عطر دان میں سے نکال کر استعمال فرماتے تھے۔ میرے استاد رحمہ اللہ نے یہی

(باقی ص ۲۳ پر)

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

جلد نمبر ۲ — ختم نبوت — شمارہ نمبر ۳۹

فہرست

۱	خصائل نبوی ـ حضرت شیخ الحدیثؒ	۲
۲	ابتدائیہ ـ عبدالرحمٰن یعقوب باوا	۵
۳	تمہاری تیغ کے چھینٹے تمہارا نام لیتے ہیں ـ مولانا تاج محمد صاحب	۷
۴	عشق رسالتمآبؐ اور حضرت مدنی ـ مولانا محمد اقبال رنگونی	۱۱
۶	یوم اسلم قریشی ـ عبدالرحمٰن یعقوب باوا	۱۶
۷	کاروانِ ختم نبوت ـ 〃 〃 〃	۱۸
۸	قومی اخبارات کا مطالعہ	۲۲

زیر سرپرستی
مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ
ڈیڑھ روپیہ

فون نمبر
۷۱۶۷۱

بدل اشتراک
سالانہ —— ۶۰ روپے
ششماہی —— ۳۵ روپے
سہ ماہی —— ۲۰ روپے

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت
محمد عبدالستار واحدی
حافظ گلزار احمد

رابطہ دفتر
مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک
برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
سعودی عرب —— ۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام —— ۲۲۵ روپے
یورپ —— ۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا —— ۲۷۰ روپے
افریقہ —— ۲۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان —— ۱۹۵ روپے

ناشر
عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: A/۲۰ ساشرہ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

بس ذرا گلا خراب ہے
گلے کی خرابی اور خراش کو معمولی بات سمجھ کر نظر انداز نہ کیجیے
یہ بجائے خود ایک مرض ہے اور نزلہ، زکام اور کھانسی جیسی پریشان کن
اور تکلیف دہ بیماریوں کا پیش خیمہ بھی۔
گلے میں خراش محسوس ہو تو فوری توجہ دیجیے۔ مناسب احتیاط
برتتے اور سعالین لیجیے۔ جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ سعالین نزلہ، زکام
اور کھانسی کا مفید علاج بھی ہے اور ان سے بچاؤ کی تدبیر بھی۔
سُعالین
SUALIN
نزلہ، زکام اور کھانسی کی مفید دوا
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
نوزو
عفوو درگزر بہترین انتقام ہے
ADARTS-SUA-3/82

(ابتدائیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔

کراچی ایئرپورٹ کا حادثہ

کیا اس میں قادیانی ملوث تو نہیں؟

گذشتہ دنوں کراچی ایئرپورٹ پر آگ لگی، خوب لگی ـــــ ایسی لگی کہ جب نقصان کا اندازہ لگایا گیا تو کروڑوں روپے تک جا پہنچا۔ پھر بعد میں کہا گیا کہ نقصان کروڑوں میں نہیں لاکھوں میں ہے۔ قوم کو بیوقوف بنانے اور اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کا اچھا طریقہ اپنا رکھا ہے۔

کراچی ایئرپورٹ پر ایسے خطرناک واقعات تسلسل سے ہو رہے ہیں۔ طیارے کا اغواء، ڈی سی ٹین کا ہینگر میں کھڑے کھڑے جل جانا، ٹرمینل نمبر ۱ کی چھت کا تعمیر ہوتے ہی گر جانا، اور اب ٹرمینل نمبر ۱ پر آگ کا لگ جانا ـــــ اگرچہ کہنے والے اسے تو اتفاقی حادثہ قرار دیتے ہیں لیکن یہ سب کچھ نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی دیکھا گیا کہ وہی افسران براجمان ہیں جو پہلے تھے اور پھر ڈھٹائی سے یہ لوگ اتفاقی حادثہ قرار دے کر اپنی جان چھڑاتے ہیں یا پھر تخریب کاری کا لیبل لگا دیتے ہیں۔ مہذب ملکوں میں ایسے واقعات رونما ہونے پر ذمہ دار افراد از خود استعفیٰ دے دیتے ہیں۔

ہمیں حیرت تو اس بات پر ہے۔ اس واقعہ کے ٹھیک ۳۶ گھنٹے بعد ایک بار پھر حادثہ رونما ہوا۔ پی۔ آئی۔ اے۔ کارگو ٹرمینل کے قریب کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی قالینوں کی بوری میں پھر آگ بھڑک اٹھی جسے اگرچہ فوری طور پر بجھا دیا گیا۔ لیکن اس سے نقصان تھوڑا بہت ضرور ہوا ہوگا!

اخباری اطلاع یہ بھی ہے کہ سول ایوی ایشن اتھارٹی، کراچی ایئرپورٹ کے ٹرمینل نمبر ۱ کے انٹرنیشنل لاؤنج میں آتشزدگی کے وجوہات کے تعین میں ابتدائی طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ اس لئے اب غیر ملکی ماہرین طلب کئے جا رہے ہیں۔ ادھر سرکاری ایجنسیاں تحقیقات میں مصروف ہیں۔ کیا ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ تحقیقاتی رپورٹ قوم کے سامنے جلد آ جائیگی؟ اور وہ چہرے بے نقاب ہو جائیں گے جن کی نااہلی کی بناء پر قوم کو اتنا شدید نقصان اٹھانا پڑا۔

ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ قادیانی ملک کی معیشت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانی گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد قومی ایئرلائن اور ایئرپورٹ جیسے حساس ادارے پر چھائے ہوئے ہیں۔ اس سے قبل بھی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان اداروں سے قادیانیوں کی تطہیر کا مطالبہ کیا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہماری ان باتوں کو بہت سے لوگ "دیوانوں کی بڑ" سے تعبیر کریں گے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ قادیانیوں نے ملک کو نقصان پہنچانے سے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

قادیانی "خاندان نبوت" کا ایک فرد ایم ایم احمد جو ہمارے ملک کا حساس ترین ادارہ "پلاننگ کمیشن" کا سیاہ و سفید کا مالک رہا۔ انہی کی غلط منصوبہ بندیوں کی وجہ سے سابق مشرقی پاکستان میں بے چینی پھیلی اور اب تو یہ بات بھی اخبارات میں صاف طور پر انٹرویو کے ذریعہ شائع ہو چکی کہ سابقہ مشرقی پاکستان کو الگ کرنے کے لئے "ایم ایم احمد پلان" تیار کیا گیا۔ کیا حکومت کو یہ معلوم نہیں کہ قائد اعظم یونیورسٹی کے جس لیکچرار کو تخریب کاری لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے گرفتار کیا تھا وہ قادیانی تھا۔

حکومت کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ قادیانی، پاکستان اور اس میں بسنے والے مسلمانوں سے انتقام

لینا چاہتے ہیں۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ وہ کراچی ایئرپورٹ کے واقعہ کی گہرائی سے تحقیق کرے اور تحقیقاتی مہم میں کسی مرزائی کو رکن نہ بنائے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ حکومت ان تمام افراد سے رعایت نہیں برتے گی جن کی نااہلی کی وجہ سے یہ حادثہ رونما ہوا۔

قادیانی ٹورنامنٹ

ربوہ میں منعقد ہونے والا قادیانی ٹورنامنٹ پابندی کی نذر ہو گیا۔ مذکورہ ٹورنامنٹ سابق قادیانی سربراہ مرزا ناصر کی یاد میں ہونے والا تھا۔ اور اس کھیل میں مسلح افواج اور دیگر قومی اداروں کے مسلمان کھلاڑی شریک ہونے والے تھے۔ خدا بھلا کرے حکومت کا کہ انہوں نے مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے یہ اقدام کیا۔

"ختم نبوت" کے پلیٹ فارم سے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے اس قادیانی ٹورنامنٹ پر شدید احتجاج کیا تھا۔ قادیانیوں کا یہ ٹورنامنٹ در اصل قادیانیت کی تبلیغ ہے۔ تاکہ باہر سے آنے والے مسلمان کھلاڑیوں میں اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ کے راہ ہموار ہو سکے۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ قادیانی مختلف بہانوں سے کام لیتے ہوئے کھیلوں کے ٹورنامنٹ منعقد کرتے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ ربوہ میں ہمیشہ کے لئے ایسی پابندی لگائی جائے کہ وہاں کسی قسم کا ٹورنامنٹ منعقد نہ ہو — اور قادیانی کھیلوں میں مسلمانوں کی شرکت کو روکا جا سکے۔ اس سے بہت سے مسلمانوں کا بھلا ہو گا۔ اور ان کے ایمان کا تحفظ ہو سکے گا۔

ایک مسلمان سائنسدان کی صاف گوئی

بین الاقوامی شہرت کے حامل اور ملک کے سرمایۂ افتخار سائنس دان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا ایک اہم ترین انٹرویو ہفت روزہ چٹان لاہور نے شائع کیا۔ انہیں پاکستان سے محبت ہے اور پاکستان کو ان جیسے سچے اور پکے مسلمانوں کی ضرورت ہے تاکہ ملک ان کی صلاحیتوں سے پورا استفادہ کر سکے۔

انٹرویو میں یوں تو انہوں نے بہت سے امور پر اظہار خیال فرمایا ہے لیکن ایک بات بڑی صاف صاف کہی ہے ذرا سوال و جواب ملاحظہ فرمائیے۔

سوال :۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو جو نوبل انعام ملا اس کے بارے میں آپ کی رائے ؟

جواب :۔ وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۰ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے اور آخر کار آئن سٹائن کی صد سالہ یوم وفات پر ان کا مطلوبہ انعام دے دیا گیا در اصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے۔ سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی اس انعام سے نوازا گیا !

(ہفت روزہ چٹان ۲۰ فروری ۸۴ء) جلد ۳۷ شمارہ ۸

باقی ص ۱۵ پر

تمہاری تیغ کے چھینٹے تمہارا نام لیتے ہیں

حضرت مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیروالی

پنڈت دیانند سرسوتی کی کتاب "ستیارتھ پرکاش" کا پہلا ایڈیشن جو ۱۸۷۵ء میں راجہ جے کشن داس سی ایس آئی کے زیر اہتمام بنارس میں چھپا تھا۔ اور جس کے حقوق پنڈت دیانند نے ان کے ہاتھ فروخت کر دئے تھے۔ ابتداءً بارہ ابواب پر مشتمل تھا۔ اس میں تیرھویں اور چودھویں باب کا اضافہ مرزا صاحب کی ان تحریروں کے بعد ہوا جن میں نیوگ ایسے معاشرتی مسئلے کو چھیڑ کر ان کا مذاق اڑایا گیا اور ان کے بعض عقائد کو مضحک قرار دیا گیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کر مرزا صاحب کی ان بدگوئیوں کی سزا اسلام کو بھگتنی پڑی۔

پنڈت دیانند ۳۰ر اکتوبر ۱۸۸۳ء کو انتقال کر گئے ان کی رحلت کے بعد "ستیارتھ پرکاش" کا جو دوسرا ایڈیشن چھپا۔ اس میں تیرھویں اور چودھویں باب کا اضافہ تھا۔ ان میں داعی اسلام حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر براہِ راست حملے کئے گئے تھے۔ یہ سب کچھ مرزا صاحب کی "براہین احمدیہ" اور چھیڑ خانی کا نتیجہ تھا۔

انہی دنوں ایک مشہور مرزائی مبلغ مولوی محمد قاسم علی کی کتاب "انیسویں صدی کا مہارشی دیانند" شائع ہوئی اس میں پنڈت دیانند کو ہدف تنقید بنایا گیا۔ اس کتاب نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اس کتاب کے جواب میں آریہ سماجی لیڈر پنڈت چمپاوتی ایم اے پروفیسر ڈی اے وی کالج لاہور نے (نعوذ باللہ) "رنگیلا رسول" ایسی رسوائے عالم کتاب لکھ کر مسلمانانِ عالم کے دلوں کو چھلنی چھلنی کر دیا۔ اگر مرزا غلام احمد اور مولوی قاسم علی مرزائی پہلے چھیڑ خانی نہ کرتے تو نہ ہی "ستیارتھ پرکاش" میں مزید دو ابواب کا اضافہ ہوتا۔ اور نہ ہی "رنگیلا رسول" نامی رسوائے عالم کتاب لکھی جاتی۔

اس کتاب کے بازار میں آتے ہی ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ اس مسموم فضا میں امرتسر کے ایک ہندی رسالہ "ورت مان" نے بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر کیچڑ اچھالا لیکن کتاب رنگیلا رسول نے حالات کو بد سے بد تر کر دیا۔ علماء دین کی توجہ جب اس کتاب کی طرف ہوئی تو جمیعۃ العلماءِ ہند نے شاتم رسول کو واجب القتل قرار دیدیا۔ اس فتوی کے شائع ہونے پر۔

(۱) عبد العزیز نامی ایک شخص نے کتاب "رنگیلا رسول" کے ناشر راجپال پر لاہور میں قاتلانہ حملہ کیا۔ اور راجپال بچ گیا۔ اور حملہ آور کو چودہ سال سزا ہوئی

(۲) اس کے بعد خدا بخش نامی ایک شخص نے راجپال پر حملہ کیا۔ مگر یہ حملہ بھی جان لیوا ثابت نہ ہوا خدا بخش کو چھ سال سزا ہوئی۔

آخر سارے ملک میں مسلمانوں کی طرف سے منظم طور پر یہ تحریک چلائی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ "حکومت برطانیہ ایک ایسا قانون وضع کرے جس سے بانیانِ مذاہب کی عزت محفوظ ہو"۔

مسلمانانِ ہند کے اس مطالبہ کو شاطرانِ فرنگ نے منظور کیا۔ اور تعزیرات ہند میں دفعہ ۱۹۵ کا اضافہ کیا گیا۔ جس کی رُو سے ہر ایسی تحریر و تقریر قانوناً جرم قرار دے دی گئی۔ جس سے کسی مذہب کے بزرگ یا بانی کی اہانت کا پہلو نکلتا ہو۔ لیکن حکومت نے پہلے کی متنازعہ فیہ کتب کو ممنوع قرار نہ دیا۔

ہندوؤں نے منظم سازش کے تحت تحریک شاتم رسول کو ملک میں ہوا دینی شروع کی۔ آریہ سماجی ہندوؤں کے حوصلے بڑھے اور انہوں نے نبی آخرالزمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پہلے سے زیادہ تحریر و تقریر پر ہنگامہ شروع کر دیا۔

آخر انہی دنوں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے عصمت انبیاء کے تحفظ کا فیصلہ کیا یہ مرد درویش اپنی گودڑی سنبھال کر بے سرو سامانی کے عالم میں نکل کھڑا ہوا۔ قانون فرنگ اور دولت ہنود اس کے ارادوں میں نہ تو کانٹے بکھیر سکی اور نہ ہی ان کے قدموں کی رفتار مدھم ہو سکی۔ قریہ قریہ یہی وعظ فرماتے۔

"مسلمانو! میں تمہاری سوئی ہوئی عزت کو جھنجھوڑنے آیا ہوں۔ آج کے کفار نے توہین پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کر لیا ہے۔ انہیں شاید یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ مسلمان مرچکا ہے آؤ ہم اپنی زندگی کا ثبوت دیں"۔

"عزیز نوجوانو! تمہارے دامن کے سارے داغ صاف ہونے کا وقت آ پہنچا ہے۔ گنبد خضراء کے مکین صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں ان کی آبرو خطرے میں ہے۔ ان کی عزت پر کتے بھونک رہے ہیں۔ اگر قیامت کے دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے طالب ہو تو پھر نبی کی توہین کرنے والی زبان نہ رہے۔ یا سننے والے کان رہیں؟"

بس پھر کیا تھا؟ شیر کی طرح بپھرا ہوا مسلمان گستاخ ہندوؤں کو تلاش کرنے لگا۔ نگاہیں جنت کی تلاش میں موت سے ہم کنار ہونے کو بے قرار نظر آنے لگیں دلوں کے اس فیصلہ کن مقام پر پہنچ کر سب سے پہلے ۶ اپریل ۱۹۲۹ء کو ایک نوجوان غازی علم الدین شہید نے دوپہر کے وقت لاہور میں کتاب رنگیلا رسول کے ناشر مہاشہ راجپال کو اس کی دوکان واقع ہسپتال روڈ پر قتل کر دیا۔ غازی علم الدین گرفتار ہوئے اور راجپال کے قتل کا اقرار کیا۔ غازی علم الدین کا مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ عدالت میں پیش ہوا۔ استغاثہ کی ابتدائی شہادتوں کے بعد غازی علم الدین نے اپنے بیان میں کہا۔

"میں اس عدالت میں اپنے جرم کا اقبال کرتا ہوں۔ میں نے کتاب رنگیلا رسول کے ناشر راجپال کو قتل کیا ہے۔ اس لئے کہ کتاب مذکور سے میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوئی تھی۔ اور راجپال کو اپنے اس فعل پر نہ ندامت ہوئی اور نہ افسوس! اگر میں اس مقدمہ سے بری کر دیا گیا تو میں توہین رسولؐ کرنے والے کو پھر قتل کروں گا"

اس اقبال جرم کے بعد ۲۲ مئی ۱۹۲۹ء کو سیشن جج کی عدالت سے غازی علم الدین شہید کو سزائے موت کا حکم ہوا۔ آخر میں ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو میانوالی جیل میں ان کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

خلیفہ قادیان کی رسولؐ دشمنی

اس افرا تفری کے دنوں میں خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء کو جمعہ کے خطبہ میں جو ۱۹ اپریل ۲۹ء کے اخبار الفضل قادیان میں شائع

ردِ قادیانیت

ہوا۔ قتل راجپال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ جس کو بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت بچانے کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت نادانی ہے۔ وہ لوگ جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔ وہ بھی مجرم ہیں۔ اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے۔ تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو اس کے پاس جائے۔ اور اسے سمجھائے کہ دنیوی سزا تو اب تمہیں ملے گی۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ تمہیں ملے۔ تمہیں چاہئے کہ خدا سے صلح کر لو۔ اور اس کی خیر خواہی اسی میں ہے۔ کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔"

(الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۸۲، ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

راجپال کے قتل نے گستاخ زبانوں کو قدرے لگام دے دی۔ مگر کفر کے منظم فیصلے میں کوئی لچک نہ آئی۔ غازی علم الدین کی شہادت نے قتل کے واقعات کو مسلسل ہوا دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ:۔

قصور میں محمد صدیق نے پالے شاہ کو
کراچی میں عبدالقیوم نے نتھورام کو
کلکتہ میں محمد عبداللہ عبدالعزیز نے بھولارام کو
جہلم میں غلام محمد نے ادپل سنگھ کو
کیمل پور میں عبدالمنان نے پیارے لال کو جہنم رسید کیا۔

تمام نوجوانوں کو سزائے موت ہوئی۔ صرف عبدالمنان کو ڈی جی کھوسلہ سیشن جج نے سات سال کی سزا دی اور اپنے فیصلے میں لکھا۔ کہ کوئی مسلمان توہین رسولؐ برداشت نہیں کر سکتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حد تک قادیانی تحریک جس قدر تحمل اور درگذر کی تعلیم دیتی معلوم ہوتی ہے۔ اس سے قادیانی فراخدلی ظاہر کی جاتی ہے لیکن تعجب ہے کہ جب خود مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان پر ایسی زد پڑتی ہے تو یہ تعلیم بالکل فراموش ہو جاتی قانونی چارہ جوئی کی جاتی ہے جان لی جاتی ہے۔ اور پھر اس کارروائی کی تعریف اور تائید کی جاتی ہے۔

ایک شخص مولوی عبد الکریم "اف مباہلہ" نے مرزائی مذہب قبول کیا اور قادیان چلا گیا۔ وہاں جا کر اس کے دل میں مذہبی شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔ خلیفہ قادیان اور ان کے خاندان کے نہایت ہی گھناؤنے حالات جب ان کے سامنے آئے تو انہوں نے مرزائیت سے توبہ کر لی اور قادیان میں بیٹھ کر ان کے سربستہ رازوں کے بخیے ادھیڑتا رہا۔

مولوی عبد الکریم کو اس کی یہ سزا بھگتنی پڑی کہ قادیان کے مرزائی اس کی جان لینے کے درپے ہو گئے۔ اسی دوران خلیفہ قادیان نے ایک تقریر کی جیسا کہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۰ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء سے ظاہر ہے۔ تقریر کے دوران کہا کہ "جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو خدا کا سچا رسول اور نبی تسلیم کرتی ہے۔ اور اس کا ہر ایک فرد سب سے اول دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلان کرتا ہوا جہاں یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ آپ کی تعلیم اور آپ کے احکام کے مقابلہ میں وہ ساری دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے۔ کہ آپ کی حرمت اور آپ کے تقدس کے لئے اگر اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا؟

خلیفہ قادیان کی تقریر کے بعد مولوی عبد الکریم پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ لیکن وہ بچ گیا۔ ایک شخص محمد حسین جو مولوی عبد الکریم کی امداد کرتا تھا۔ اور ایک فوجداری مقدمہ میں جو مولوی عبد الکریم کے خلاف چل رہا تھا اس کا ضامن تھا۔ ایک مرزائی قاضی محمد علی نے غلطی سے (جب کہ مولوی عبد الکریم اور محمد حسین دونوں اکٹھے آرہے تھے) محمد حسین کو مولوی عبد الکریم سمجھ کر قتل کر دیا۔ قاضی محمد علی قاتل پر مقدمہ چلا۔ اور اسے پھانسی کی سزا ہوئی۔

خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد نے قاتل کی

خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد نے قاتل کی ہر طرح ستائش کی اور اس کی غیرت ایمانی کی تعریف کی۔ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۳۱ء نے لکھا "ہمارے بھائی قاضی محمد علی صاحب نے ۱۶ رمئی ۱۹۳۱ء صبح ٹھیک ۶ بجے ہمیشہ کے لئے دنیا کو خیر باد کہہ دی۔ ۱۱ بجے کے قریب لاش قادیان پہنچی۔ تابوت لاری سے اتار کر چارپائی پر رکھ کر مقبرہ بہشتی کے قریب کے باغ میں لے جایا گیا۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا محمود احمد) نے خود پھر کر صفیں درست کیں۔ اور قریباً ۵ ہزار کے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور لمبی دعا کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی اس لاش کو کندھا دیا۔"

اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۳۴ مورخہ ۲۱ رمئی ۱۹۳۱ء لکھتا ہے۔ "قاضی محمد علی صاحب مرحوم کی موت ایک شاندار موت تھی۔ جس استقامت اور اخلاص کا ثبوت اس نے مرتے دم تک دیا اس کی وجہ سے وہ اعزاز و اکرام حاصل ہوا۔ جو کسی خوش قسمت کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔"

اس کے بعد خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد نے خطبہ جمعہ میں جو اخبار الفضل جلد ۱۸ نمبر ۱۴۱ مورخہ ۹ رجون ۱۹۳۱ء کو چھپا۔ قاضی محمد علی قاتل کے متعلق کہا کہ:۔

"قاضی محمد علی صاحب کی چند خوبیاں ہیں۔ پہلی خوبی ان کی جو نمایاں طور پر ظاہر ہے اور جو دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔ وہ ان کی ایمانی غیرت ہے۔ جو کچھ ان سے سرزد ہوا۔ خواہ اس کے متعلق کیا رائے ظاہر کریں۔ مگر یہ ضرور کہا جائے گا۔ کہ اس کے محرک اعلیٰ درجہ کی ایمانی غیرت تھی۔ مختلف قسم کے درجات لوگوں کے ہوتے ہیں بعض میں ایک حد تک غیرت ہوتی ہے۔ بعض میں نہیں ہوتی اور بعض میں زیادہ ہوتی ہے۔ جیسا جیسا ایمان ہو اسی درجے کی غیرت پیدا ہوتی ہے وہ ان کی ایمانی غیرت ہے جو اس فعل کی محرک ہوئی۔"

خلیفہ قادیان نے اخبار الفضل جلد ۲۳ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۰ راگست ۱۹۳۵ء میں فرمایا:

"سب سے پہلے اور مقدم چیز جس کے لئے ہر احمدی کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرنا چاہئیے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) اور سلسلہ (قادیانی) کی ہتک ہے۔"

قمر حجازی اوکاڑہ

پیام عمل

یہاں ہر جا یہی گونجیں صدائیں
اٹھا پرچم چلو ربوہ گرائیں!

امام قادیاں لاریب کافر
پیام حق یہی سب کو سنائیں

بخاری نے پیام حق سنایا
چلو ہم سب اُسے سینے لگائیں

یہاں جاری نظام مصطفےٰ ہو
یہاں دستور ہم ایسا بنائیں

قمرؔ روشن ہے اب شمع ہدایت
اندھیروں کے پجاری کیوں ڈرائیں

عشقِ رسول ﷺ

قسط نمبر ۱

عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولانا محمد اقبال صاحب رنگونی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضِ صحبت

"حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ معصوم نہیں ہیں مگر جناب رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے ان کی روحانی اور قلبی اس قدر اصلاح ہو گئی ہے اور ان کی نسبت باطنیہ اس قدر قوی ہو گئی ہے کہ مابعد کے اولیاء اللہ سال ہا سال کی ریاضتوں سے بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔" (ملفوظات شیخ الاسلام ص۵۵)۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

"صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں جو آیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں جو احادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہے وہ اگرچہ ظنی ہیں مگر ان کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں اس لئے اگر کسی تاریخی روایت میں اور آیات و احادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تواریخ کو غلط کہنا ضروری ہے۔"

(ملفوظات شیخ الاسلام ص۴۶)۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کی ایک ایک سطر علم و عرفان اور عشق و ایمان میں معمور دکھائی دیتی ہے۔ اکابر دیوبند ہمیشہ بزرگوں کی تعظیم اصاغر پر شفقت اور صحابۂ کرام و اولیاء عظام کی محبت کا درس دیتے آئے ہیں۔ ان کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ وہ رسول کی توقیر نہیں کرتے کس قدر کھلا جھوٹ، اور بہتان تراشی اور آخرت سے بے خوفی ہے۔

اصلاح نفس کا بہترین ذریعہ

حضرت شیخ الاسلامؒ نے ختم بخاری شریف کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ :

"اصلاح نفس کے لئے اشتغال بالحدیث۔ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ میں مشغول ہونا) سب سے اقرب ذریعہ ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس پر حاضر ہو کر مشاہدہ کیا کہ جو لوگ اشتغال بالحدیث رکھنے والے ہیں ان کو قلب اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک تک نورانی دھاگوں کا سلسلہ جاری ہے۔" (انفاس قدسیہ ص۴۹)۔

جذبۂ اتباعِ سنت

ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلامؒ نے درس بخاری شریف کے دوران ارشاد فرمایا کہ :

"بفضلہ تعالٰے میں بسرعت تقریر کر سکتا ہوں لیکن یہ توقف فی الکلام (ٹھہر ٹھہر کر بولنا) بہت مشقت کے بعد حاصل کیا ہے اس لئے کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی اور میں نے محض آپؐ کی اتباع کی خاطر اس طرح کیا ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تیزی سے گفتگو نہیں فرماتے تھے جیسے کہ تمہاری زبان چلتی ہے بلکہ آپ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے کہ جو شخص آپؐ کے پاس ہو اسے محفوظ ہو جائے۔" (انفاس قدسیہ)۔

جذبۂ احیائے سنت

بروایت حاجی احمد حسین صاحب لدھر پوری کہ حضرت

عشقِ رسول ﷺ

شیخ الاسلامؒ کی آبائی شہر ٹانڈہ میں فجر کی نماز عموماً قاری مہدی صاحب بخاریؒ پڑھایا کرتے تھے جو کہ رمضان المبارک کا مہینہ گذارنے کے لئے ٹانڈہ آئے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ موصوف نے جمعہ کے فجر کی نماز میں سورہ حٰم اور سورہ دہر کے علاوہ دوسری سورت تلاوت کر دی۔ نماز کے بعد حضرتؒ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مسنونہ سورتیں کیوں ترک کی گئیں۔ عرض کیا کہ حضرت اب تو عام طور پر لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ جمعہ کے دن نماز فجر میں ان سورتوں کی تلاوت کے وجوب اور فرضیت کے قائل ہیں۔ فرمایا:

یہ بات نہیں چونکہ لوگوں نے اس سنت کو بالکل ترک کر دیا ہے اس لئے میں (اپنے نانا جان صلے اللہ علیہ وسلم کی) اس مردہ سنت کو زندہ کرنا چاہتا ہوں۔" (حیرت انگیز لمحات ص۹۶)۔

میں تو اپنے نانا جانؐ کے غلاموں کا غلام ہوں

خطیب ملت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ سے روایت ہے کہ یو۔پی میں ایک جگہ میری تقریر تھی۔ رات کو تین بجے تقریر سے فارغ ہو کر لیٹ گیا۔ بین الیقظہ والنوم مجھ کو محسوس ہوا کہ کوئی میرے پاؤں دبا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ لوگ اس طرح دباتے رہتے ہیں کوئی مخلص ہوگا۔ مگر اس کے ساتھ یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ مٹھی تو عجیب قسم کی ہے سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت شیخ مدنیؒ ہیں، فوراً جھڑک کر چارپائی سے اتر پڑا۔ اور ندامت سے عرض کیا کہ حضرت کیا ہم نے اپنے لئے جہنم جانے کا خود سامان پہلے سے کم کر رکھا ہے کہ آپ بھی ہم کو دھکا دے رہے ہیں۔ حضرت شیخؒ نے جواباً فرمایا کہ:

"آپ نے دیر تک تقریر فرمائی تھی (اور میرے نانا جان صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا بیان ہو رہا تھا) آپ کو آرام کی ضرورت تھی اور آپ کی عادت بھی تھی اور مجھ کو سعادت کی ضرورت۔ (کہ ایسے عاشقانِ رسول کی غلامی کا شرف تو حاصل ہو جائے)۔ (مدنی واقبال نمبر ص۱۶۳)۔

یہ چیز سُنت کے خلاف ہے

ایک مرتبہ شیخ الاسلامؒ بیمار ہوئے اور مرض میں زیادتی ہوئی وہ بھی اس قدر کہ شب و روز یکساں نہایت اضطراب کی حالت میں گذرنے لگے۔ اس کے باوجود تسبیح و تہلیل ذکر و عبادت کا سلسلہ اب بھی جاری تھا سنن و مستحبات کی پابندی بدستور تھی۔ کمزوری کا یہ عالم تھا کہ بغیر سہارا بیٹھ نہ سکتے تھے مگر غذا کے وقت تکیہ سے علیحدہ ہونا ضروری تھا۔ سب کا اصرار ہوتا کہ ٹیک ہی لگا کر کھانا تناول فرمائیں۔ حضرتؒ صاف منع کر دیتے اور فرماتے کہ:

" نہیں بھائی یہ چیز (میرے نانا جان صلے اللہ علیہ وسلم کی) سنت کے خلاف ہے"

اور آپ بغیر ٹیک لگائے کھانا تناول فرماتے۔

یہ تھا حضرتؒ کا بارگاہِ رسالتؐ سے تعلق

حضرت مولانا قاضی سجاد حسین صاحب، فتح پوری دہلی مرحوم فرماتے ہیں کہ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

۱۳۵۸ھ کے سفر حج میں معیت کی جو سعادت خادم کو حاصل ہوئی اس میں حضرت شیخؒ کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ مدینہ طیبہ میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ مدینہ طیبہ میں حضرتؒ کے ساتھ چالیس روز قیام رہا اس پیرانہ سالی اور ضعف و نقاہت کے باوجود حضرت کا معمول تھا کہ نمازیں حرم نبوی میں ادا فرماتے اور عصر کی نماز کے بعد تو مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم ہی میں معتکف رہ کر عشاء کی نماز ادا کرتے پھر کافی دیر کے بعد مواجہ شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔ بارگاہِ رسالت میں حضرت شیخؒ کی یہ حاضری بھی عجیب پر کیف ہوتی تھی۔ حضرتؒ نے حاضری کا یہ وقت غالباً اس لئے منتخب فرمایا تھا کہ زائرین کا ہجوم قدرے کم ہوتا تھا اس وقت حضرتؒ کی خواہش یہ ہوا کرتی تھی کہ "وعلیکم السلام یا ولدی" فرمانے والے جد بزرگوار کے سامنے تنہائی میں حال دل پیش فرمائیں۔ ہم نوجوان تھے لیکن ہماری مادی جوانی حضرتؒ کی روحانی طاقت اور جذبۂ شوق زیارت نبویؐ کی تاب نہ لاتی تھی۔ حضرتؒ کی عمر کا یہ وہ دور ہے جبکہ گھٹنے تقریباً جواب دے چکے تھے۔ نشست و برخاست میں بھی تکلف ہوتا تھا۔ لیکن بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہو کر جس وقت مراقب ہو جاتے تو چہرہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ہمہ تن وفور شوق میں غرق ہیں۔ ایک ایک گھنٹہ مراقبہ کی حالت میں اس طرح کھڑے رہتے تھے کہ پیروں کو جنبش تک نہ ہوتی تھی (اس لئے کہ ادب کا تقاضا یہی ہے)…. یہ تھا حضرتؒ کا بارگاہِ رسالتؐ سے تعلق۔

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ نہ لیا تو میں کیوں لوں؟

ایک مرتبہ سلہٹ میں کچھ لوگوں نے ایک مطالبہ کی بنیاد پر مسلمانوں

عشقِ رسولؐ

پر حملہ شروع کر دیا۔ پوری مسجد نمازیوں کے خون سے لت پت ہوگئی۔
حضرتؒ بفضلہ تعالیٰ بچ گئے۔ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد حضرت مولانا عبدالحمید صاحب نے کہا کہ حضرت ان لوگوں نے تو آج بہت زیادتی کی ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو جاتا تو۔ اس لئے آپ ان کے حق میں بددعا فرماکر انتقام لے لیجئے۔ حضرتؒ نے یہ سن کر عجیب لہجے میں جواب دیا کہ:
"بھائی جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بدلہ نہیں لیا تو میں ان کا غلام ہوتے ہوئے کیا انتقام لوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس قوم کو ہدایت دے اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں۔"
(شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات صفحہ ۹۲)

رسولؐ کی راہ میں توہین میرے لئے عین عزت ہے

ستمبر ۱۹۴۶ء میں آپ نے بنگال کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ سفر کے دوران جب سید پور، کھاگپور وغیرہ میں کچھ لوگوں نے حضرتؒ کو اذیتیں پہنچائیں اور کئی جگہ قتل کے منصوبے بنائے تو محبین نے حضرتؒ سے درخواست کی کہ حضرت کم از کم آپ اپنا سفر چند دنوں تک موقوف فرمالیں۔ اندیشہ معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین آپ کی جان کے درپے ہیں۔ حضرت نے درخواست سن کر ارشاد فرمایا کہ:
"بھائی تم کہتے ہو کہ بڑی اذیتیں اور تکالیف دی جارہی ہیں۔ تو یہ جو اذیتیں جو مجھے دی جارہی ہیں یا اٹھانی پڑ رہی ہیں میرے لئے عین راحت ہے باقی رہا عزت کا معاملہ تو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں جو بھی توہین کی جائے میرے لئے عین عزت ہی ہے اگر حق گوئی کی پاداش میں ہماری توہین کی جاتی ہے یا گالیاں دی جاتی ہیں تو میں اس کو عزت تصور کرتا ہوں۔"
(شیخ الاسلام صفحہ ۸۷)

اتباعِ سنت کا ایک دلآویز منظر

قطب العارفین حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلامؒ کے اتباع سنت کے واقعات اس قدر مشہور اور زبان زد ہیں کہ ان سب کا لکھوانا تو بہت مشکل ہے اور اس کے دیکھنے والے ابھی تک موجود ہیں۔ اس ناکارہ نے ہر شب میں رات کو گڑگڑاتے ہوئے رونے والے دو کو دیکھا ایک اپنے والد صاحبؒ اور دوسرے شیخ الاسلامؒ کو ایسی ہچکیاں اور سسکیاں لیتے تھے جیسا کہ بچہ پٹ رہا ہے۔ قاری محمد میاں صاحب مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی لکھتے ہیں کہ:
تہجد میں اول دو رکعتیں مختصر پڑھتے اور اس کے بعد دو رکعتیں طویل جن میں ڈیڑھ دو پارے قرأت فرماتے تہجد کی قرأت قدرے جہر کے ساتھ ادا فرماتے پاس بیٹھا ہوا آدمی غور سے سنے تو پوری قرأت سن سکے۔ قرأت کرتے ہوئے اس قدر خشوع اتنا گریہ کہ سینہ مبارک سے ایسے کھولتے گرم سانس معلوم ہوتی تھی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت احادیث کریمہ میں ذکر کی گئی ہے۔ کہ
کان یصلی ولجوفه ازیز کازیز المرجل من البکاء۔
آپ ایسی نماز پڑھتے تھے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے اندرون سے رونے کی وجہ سے ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز کی طرح آواز آتی تھی۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ)
حضرت شیخ الحدیثؒ صاحب فرماتے ہیں کہ:
اس ادا اور اتباع سنت کا منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔ تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر پہلے دعا مانگتے پھر مصلے پر استغفار کرنے کے لئے بیٹھ جاتے تسبیح ہاتھ میں ہوتی جیب میں سے رومال نکال کر آگے رکھ دیتے اس وقت رونے کا منظر جو بار بار دیکھنے میں آیا ہے وہ کسی اور وقت (رات کے سوائے) نہیں آیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں مسلسل جاری۔ رومال سے صاف کرتے جاتے اور استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ جھوم جھوم کر پڑھتے جاتے کبھی کبھی اور کلمات پڑھتے۔ بعض اوقات اسی کرب بے چینی کے عالم میں فارسی اور یا اردو کا شعر بھی پڑھا کرتے اور حضرت کا یہ حال فجر کی نماز تک رہتا تھا۔
(اکابر علماء دیوبند صفحہ ۳۲)

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شیخ الاسلامؒ نے اپنی زندگی میں اپنا کوئی شعر نہ کہا بلکہ دیکھنے والے بتلاتے ہیں کہ آپ کی زبان پر درود شریف کی کثرت رہتی تھی۔ کبھی کبھی آپ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کا قصیدہ نعتیہ بڑے سوز و گداز سے پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ نے

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

عشقِ رسولؐ

حضرتؒ کا اس قصیدہ کے چند اشعار الشہاب الثاقب میں بھی نقل فرمائے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ اپنے والد ماجد حضرت مولانا سیّد حبیب اللہ صاحبؒ (خلیفہ حضرت مولانا شاہ گنج مراد آبادیؒ) کا قصیدہ نعتیہ بھی پڑھا کرتے تھے جو مندرجہ ذیل ہے۔

نعت در فارسی

ایں جمال و حسن عالم سوز تو — ویں رخ پر نور دل افروز تو
کرد بسمل صد ہزاراں جبرائیل — ناوک مژگان سینہ دوز تو

O

جان و دل رامی بردیک آن تو — ایں چہ حسن است اے عجائب شان تو
سوخت از درد حبیب ارچہ عجب — اے بسا جبرائیل شد قربان تو

O

اُردو نعت کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

چار و ناچار جو محفل سے ترے جاتے ہیں — حسرت و رنج و قلق ساتھ وہ لے جاتے ہیں
جان سے جاتا ہے تیرے پاس سے جاں جان — جیتے جاتے ہیں مگر مردہ بنے جاتے ہیں

ایک ہم ہی رہے اس بزم میں باقی ساقی
لوگ مے خانے سے پی پی کے چلے جاتے ہیں

اے رسُولِ عربیؐ آپ کی فرقت کے قتیل — پل محشر سے سبک پار اتر جاتے ہیں
سر ہے یا زر ہے پہ ہے سودا سر میں — عشق احمد کا خدایا یہی ہم چاہتے ہیں

اس حبیب دل خستہ پہ نظر ہو جائے
دردمندوں کی دوا آپ کیے جاتے ہیں

O

زن و فرزند میں خود بھی دل و جان بھی سبھی تجھ پر
تصدق یا نبی اللہ تو محبوب یگانہ ہے
بصارت تیز کرتی ہے حبیب اس کوچہ کی مٹی
دل و جان خانماں سب بیچ وہ سُرمہ لگانا ہے

(نقش حیات ص۴۲)

قارئین کرام! حضرت شیخ الاسلامؒ کے ان واضح ارشادات واقعات کی روشنی میں خود ہی انصاف فرمادیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ محب رسولؐ، عاشق رسولؐ اور متبع شریعت تھے یا نہیں؟ اور بتلائیں کہ ان لوگوں کا یہ کہنا کہ (”علماء دیوبند عاشق رسولؐ نہ تھے“) کہاں تک صداقت ہے۔ ہاں ضد تعجب اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اور

آنکھیں ہی اگر بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا کیا قصور ہے آفتاب کا!

اخیر میں مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی کے اس تاثر پر یہ باب ختم کرتا ہوں۔

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طبعاً و مزاجاً جتنا زیادہ قریب ہوگا اسی قدر اس میں حکمت زیادہ ہوگی یعنی اس کی قوت نظری و قوت عملی دونوں کا کمال بھی اس درجہ کا ہوگا۔ اس معیار پر حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ کی شخصیت عظمیٰ کا جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ حضرت مرحوم سعادت حقیقی کے اس مرتبہ علیا پر فائز تھے جو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے اضطراری اتباع یا پیروی سے حاصل ہوتا ہے۔ آپ کا ذکر و فکر طور طریق نشست و برخاست۔ معاملات شجاعت و جرأت۔ شوق جہاد و غزا۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بے تابی اور بے چینی۔ دشمنوں کے ساتھ بھی محبت۔ دوستوں کے ساتھ مخدومانہ نہیں خادمانہ برتاؤ۔ اشداء علی الکفار کے ساتھ رحماء بینہم کی مکمل تصویر۔ ذاتی طور پر بے حد متواضع اور فروتن لیکن اسلامی و دینی امور میں حد درجہ متشدد اور غیور و خود دار۔ رات رات بھر تہجد و نوافل کے ساتھ قید و بند بھی اور دار و رسن کا خیر مقدم بھی۔ اصلاح باطن اور روحانی رشد و ہدایت بھی۔ خدام و اہل خانہ کے ساتھ حسن معاشرت۔ خندہ جبینی اور لطف و مزاح اور کسی امر شرعی کے عدم امتثال پر زجر و توبیخ بھی۔ اور پھر سب کچھ کسی حظ نفسی کی خاطر نہیں۔ بلکہ اللہ صرف اللہ کے استرضاء اور اسوہ رسُولؐ کے اتباع کے لئے۔

غور کرنا چاہیئے کہ اس زمانہ میں سعادت حقیقی اور حکمت ربانی کا ایسا مظہر کامل اور کون ہوگا جس میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جامع و ہمہ گیر حیات طیبہ کا انعکاس اس طرح نظر آتا ہو۔

نور اللہ مرقدہٗ وانزل علیہ شابیب رحمتہ الی یوم الدین آمین۔

بقیہ جات

بقیہ :- ابتدائیہ

بیجئے — محترم ڈاکٹر عبدالقدیر نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام ملنے کی حقیقت واضح کر دی ۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو مخصوص نظریات کی بنیاد پر نوبل انعام دیا گیا۔ جب ہم یہ باتیں کہہ رہے تھے تو تنگ نظری کا طعنہ دیا گیا اب تو یہ بات کسی مولوی نے نہیں کہی ایک سائنس دان نے کہی ہے اس حقیقت کو ماننے کے سوا چارہ کار نہیں ۔

ڈاکٹر عبدالقدیر کی خدمات خصوصاً انہوں نے یورینیم کی افزودگی میں وہ کارنامہ انجام دیا ہے جسے قوم کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ کیا کوئی یہ بتا سکتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کے نوبل انعام سے ملک کو کیا فائدہ ہوا ؛ البتہ ہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ نوبل انعام کو قادیانیت کے فروغ کے لئے استعمال کیا گیا اس وقت ہم زیادہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر عبدالقدیر کو سلامت رکھے تاکہ وہ اسلام اور ملک کی خدمت کر سکیں ۔

بقیہ :- آنکھوں دیکھا حال

نے مجلس کے عمل کے فیصلے کا اعلان کیا کہ اگر حکومت ۳۰ اپریل تک مطالبات پورا کرنے میں ناکام رہی تو پورے ملک میں قادیانی عبادت گاہیں مسمار کر دی جائیں گی۔ حاضرین نے اس فیصلے کی مکمل تائید کی ۔ جلسے کی صدارت حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی۔ اور مولانا عبدالستار خان نیازی کی تقریر پر جلسہ ختم ہوا۔

جلسہ میں یہ بھی اعلان کیا گیا کہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء کو راولپنڈی میں ختم نبوت کانفرنس ہو گی ۔ اور اس سے قبل پشاور، کوئٹہ، بہاولپور، حیدرآباد میں بھی منعقد کی جائیں گی

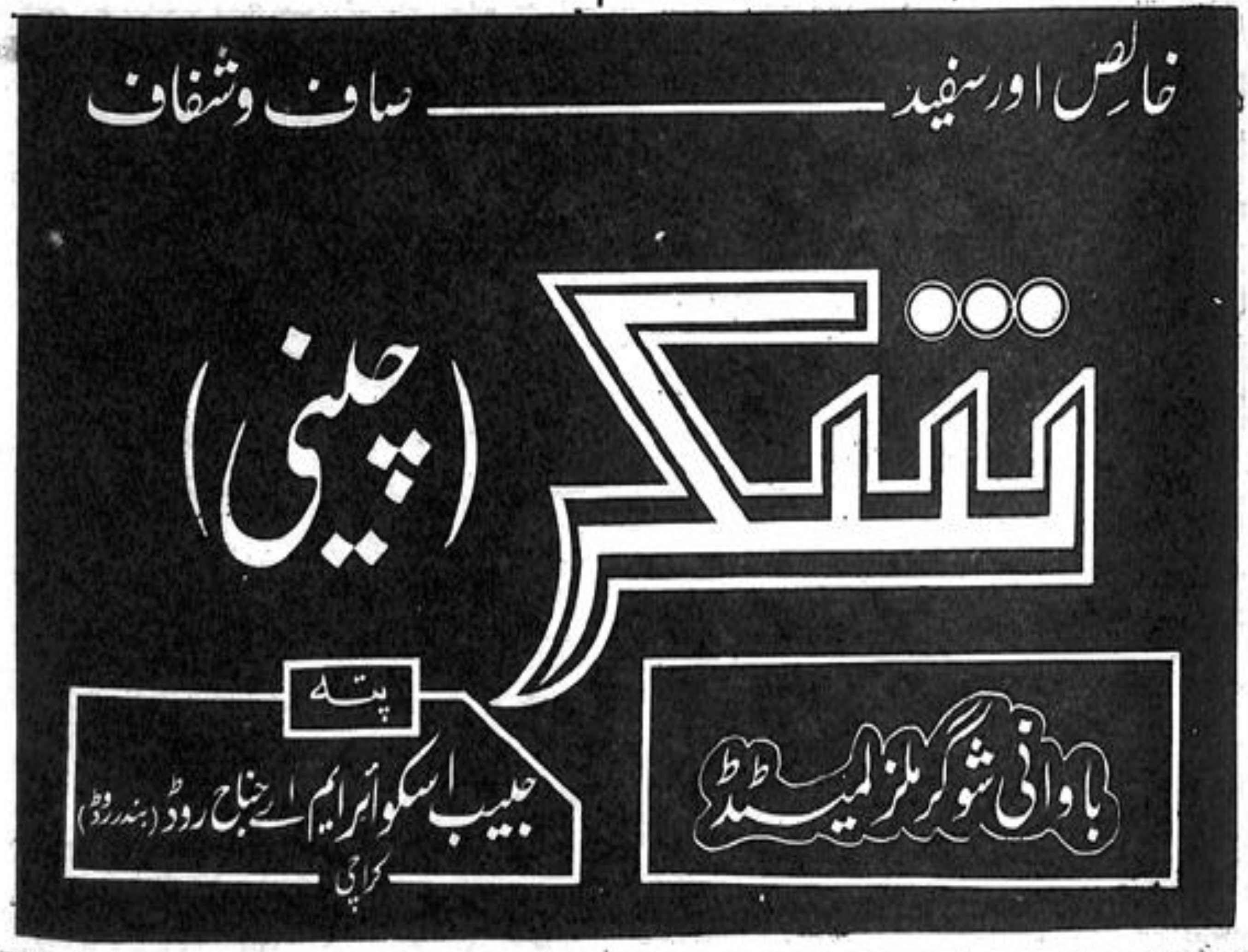

یوم اسلم قریشی

آنکھوں دیکھا حال

رپورٹ
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

○ لاہور میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس

○ سیالکوٹ میں مجلس عمل کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس

○ اگر مطالبات ۳۰ ر اپریل تک منظور نہ ہوئے تو قادیانی عبادت گاہوں کو مسمار کر دیا جائے گا۔

پنجاب ایک بار پھر جاگ اٹھا ہے۔ اگرچہ اس سرزمین نے جھوٹے نبی بھی پیدا کئے۔ اور لاہور جو پنجاب کا مرکز اور پاکستان کا دل و جان ہے اس شہر کی گلی کوچوں میں ختم نبوت کے جان نثاروں کا خون آج بھی مہک رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جب تک وہ جھوٹی نبوت کے کاروبار کا سدباب نہیں کر لیتا۔ چین سے نہیں بیٹھے گا۔

گذشتہ دنوں لاہور جانے کا فیصلہ کیا گیا ۱۲ فروری ۱۹۸۴ء کو مجلس عمل کا اجلاس بھی تھا۔ چنانچہ ۱۴ ر فروری کو دفتر ختم نبوت لاہور پہنچا۔ وہاں گہما گہمی تھی۔ پتہ چلا کہ مقامی دوستوں کا اجلاس ہے۔ سیالکوٹ جانے کے لئے انتظامات مکمل کئے جا رہے ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد گوجرانوالہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اور عشاء کے قریب وہاں پہنچا تو دفتر ختم نبوت میں شہر کے تمام دوست احباب اور متعلقین ختم نبوت جمع تھے۔ یہاں معلوم ہوا کہ سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے اردگرد مسلسل کئی روز سے مبلغین دورہ کرتے رہے ہیں۔ بڑی محنت کے ساتھ رات دن ایک کر کے "یوم اسلم قریشی" کا پیغام پہنچایا۔ دفتر میں مولانا محمد شریف صاحب جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت قیام فرما تھے اور ہدایات دے رہے تھے۔

۱۵ ر فروری کو دن بھر لوگوں کا ہجوم رہا۔ دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ ان دنوں تحریک کا مرکز بن گیا تھا۔ رات کو مولانا ضیاء القاسمی اور ان کے ساتھی اطراف کا دورہ کر کے واپس آئے تھے۔ وہ اپنے دورے کے تاثرات بتا رہے تھے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ڈی سی سیالکوٹ نے ضلع میں داخل ہونے کی پابندی لگا رکھی ہے لیکن انہوں نے تعمیل سے انکار کر دیا ہے

۱۶ ر فروری کو صبح حضرت امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ہمراہ کار میں مجلس عمل کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے لاہور روانہ ہو گئے۔ لاہور دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں اجلاس تھا۔ وہاں ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا اشرف ہمدانی، مولانا اکبر ساقی، جناب ع غ کراروی، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور تمام دوست احباب موجود تھے۔

اجلاس کی صدارت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے کی۔ یوں تو اجلاس نے کئی قرار دادیں مرتب کیں۔ لیکن ایک اہم ترین فیصلہ ہوا جس کا اعلان سیالکوٹ میں ختم نبوت کانفرنس میں مولانا زاہد الراشدی نے کیا کہ اگر مجلس عمل کے مطالبات ۳۰ ر اپریل تک پورے نہ کئے گئے تو پورے ملک میں قادیانی عبادت گاہیں مسمار کر دی جائیں گی۔ یہ فیصلہ عین اسلامی ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دوستوں اور جدید تعلیم یافتہ طبقوں کے نزدیک جذباتی ہو۔ اور وہ یہ بھی کہہ رہے ہوں کہ یہ سب کچھ تنگ نظری ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ ملک بھر میں عیسائی ہندو اور سکھ تمام مذاہب کی عبادت گاہیں قائم ہیں تو قادیانیوں کی عبادت گاہ کیوں قائم نہیں رہ سکتی۔ اس سلسلے میں صاف اور واضح بات یہ ہے کہ قادیانی ٹولہ کوئی مذہبی نہیں بلکہ وہ خالص سیاسی جماعت ہے۔ سب سے بڑا دجل و فریب یہ ہے۔ کہ وہ اسلام سے خارج ہونے کے باوجود

مسلمانوں کے بادہ میں مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں ایسے لوگوں کو علماء اسلام "زندیق" کہتے ہیں۔ ان کو کسی بھی صورت میں مساجد کی شکل میں اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے اجازت نہیں دی جا سکتی کیونکہ مسجد شعائر اللہ میں سے ہے۔

تمام علماء امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مساجد کی شکل میں قادیانی عبادت گاہوں کی تعمیر غیر شرعی ہے اس سلسلے میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے مولانا محمد یوسف صاحب کا رسالہ "مرزائی اور تعمیر مسجد" کے عنوان سے شائع کیا ہے سب سے بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقین کی تعمیر کردہ مسجد کو مسجد ضرار کہہ کر مسمار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اب تو اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش بھی اس مسئلے پر عوام کے سامنے آ گئی ہے۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے علماء کنونشن ۱۹۸۳ء میں صاف اور واضح اعلان کیا کہ۔ قادیانیوں کو مسجد کے نام سے اپنے عبادت گاہیں تعمیر کرنے اور آذان کہنے سے روک دیا جائے۔ خدا جانے حکومت ان کی سفارشات پر عملدرآمد کرتی بھی ہے یا نہیں؟

مجلس عمل کے اجلاس نے مطالبہ یہ بھی کیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے اس کے علاوہ قادیانیوں کا ملک کی کلیدی آسامیوں سے اخراج پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ، قادیانی مسلح تنظیموں پر پابندی لگانے اور اسلم قریشی کی بازیابی اور مرزا طاہر کو شامل تفتیش کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

حکومت کو ہمارا مشورہ تو یہی ہے۔ کہ بہتر ہوگا کہ ان تمام مطالبات کو جس کی پورے ملک کے عوام کی تائید حاصل ہے منظور کر لیا جائے۔ اور قادیانی مسئلہ ایسا ہے کہ اس کا مستقل حل نکالا جائے تاکہ ان کی جارحیت کا خاتمہ ہو سکے۔

ڈی سی سیالکوٹ نے مجلس عمل کے سرکردہ قائدین پر سیالکوٹ میں داخلہ پہ پابندی بھی لگائی تھی۔ اس پہ مجلس عمل میں غورا ہوا اور فیصلہ کیا گیا کہ ایسی پابندی قبول نہیں کی جائے گی

پتہ یہ بھی چلا تھا کہ سیالکوٹ کی انتظامیہ نے مقامی مجلس عمل پر دباؤ ڈالا تھا۔ کہ کانفرنس منعقد نہ کی جائے۔ اور پھر یہ بھی کوشش کی گئی کہ کانفرنس مقامی سطح پر کی جائے اور باہر سے مسلمان یہاں جمع نہ ہوں۔ بہرحال مجلس عمل سیالکوٹ کے رہنما اپنے فیصلہ پر ڈٹے رہے۔ یہ انہی حضرات کی ہمت ہے اور کانفرنس کی کامیابی کا سہرا بھی انہی کے سر ہے۔

۱۷ فروری ۱۹۸۴ء کو سیالکوٹ، تحریک تحفظ ختم نبوت کا مرکز بن گیا۔ جمعرات سے ہی ملک بھر سے فدایان ختم نبوت کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ صبح ڈھونگا باغ جہاں مجاہد ختم نبوت مولانا مفتی مختار احمد نعیمی لوگوں کو اپنی بے نظیر خطابت سے گرمایا کرتے تھے۔ آج وہاں عاشقان رسول ؐ کا جم غفیر دیدہ و دل فرش راہ کرنے کے لئے جمع تھا۔ سائیکلوں، اور اسکوٹروں، کاروں، ویگنوں، بسوں کے قافلے در قافلے آنا شروع ہو گئے تھے۔ اسکوٹر سوار نوجوانوں کا ایک زبردست جلوس جمعرات کو سیالکوٹ میں نکالا گیا تھا۔ تاکہ جمعہ کو مکمل ہڑتال کرائی جائے۔ چنانچہ ہڑتال کامیاب رہی۔

ڈھونگا باغ جمعہ کے وقت سارا کا سارا بھر گیا۔ مجلس عمل کے قائدین آنا شروع ہو گئے۔ حکومت نے ان پہ عائد شدہ پابندی بھی اٹھائی۔ نماز جمعہ سے قبل تقاریر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سندھ کے مولانا احمد میاں حمادی کی تقریر سے کارروائی شروع ہوئی حضرت مولانا مختار احمد نعیمی نے خطبہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ ان کی اقتداء میں تمام مکاتیب فکر کے علماء نے نماز ادا کی اور یوں اس کانفرنس نے اتحاد یکجہتی اور یگانگت کا ثبوت فراہم کیا۔

نماز جمعہ کے بعد قائدین نے تقریروں سے لوگوں کو خوب گرمایا۔ اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ اس کانفرنس میں کراچی سے پشاور تک کے لوگ شریک تھے۔ مولانا زاہد الراشدی

کاروانِ ختم نبوۃ

- مبلغین ختم نبوت میدان عمل میں
- قادیانی غنڈہ گردی کا نوٹس لیا جائے
- ضلعی انتظامیہ سے احتجاج
- دارالعلوم عربیہ نعمانیہ صالحہ کا جلسہ

قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔

سیالکوٹ

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے حکم کے مطابق مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف صاحب جالندھری مدظلہ کا مکتوب گرامی موصول ہوا کہ فی الفور گوجرانوالہ پہنچیں۔ بندہ اگرچہ وقت معینہ کے بعد پہنچا تاہم گوجرانوالہ جاکر معلوم ہوا کہ مجلس کے مبلغین مولانا خدا بخش خطیب ربوہ۔ مولانا محمد فاروق لیہ۔ مولانا محمد اقبال سرگودھا۔ مولانا محمد امیر بہاول نگر سے پہنچ چکے تھے اور مختلف علاقوں کا دورہ کر رہے ہیں یکم فروری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ڈویژن کا اجلاس ہوا جس کے مختلف علاقوں میں مبلغین کرام کی ڈیوٹیاں لگیں۔ بندہ اور مجلس لیہ کے مبلغ مولانا محمد فاروق کے ذمہ ضلع سیالکوٹ کی دو تحصیلیں شکر گڑھ اور نارووال کا دورہ رکھا گیا۔ شکر گڑھ کی مشہور علمی و سیاسی شخصیت مولانا عبدالرحیم اور نارووال کے نڈر اور بیباک عالم دین مولانا یحییٰ محسن کی رہنمائی میں ہم نے اپنا پروگرام شروع کر دیا۔ سب سے پہلا پروگرام لنگاہ مجھیاں تھا جہاں حکیم خلیل احمد کے ہاں رات کا قیام رہا۔ صبح کو درس ہوا اور درس کے بعد مناظر اسلام حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے بانی ممبر استاذ المناظرین

حضرت اقدس مولانا محمد حیات صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ و برد اللہ مضجعہٗ کی قبر نارووال اور شکر گڑھ کے درمیان لنگاہ مجھیاں میں واقع ہے بس اسٹاپ منڈی خیل سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر ایک ویران سا قبرستان ہے جو بستی سے پہلے آتا ہے۔ صبح کی نماز کے بعد ایک مسجد میں درس ہوا جو عمارت اور نمازیوں کی آبادی سے محروم تھی بلکہ بستی میں واقع تمام مساجد کی یہی پوزیشن تھی۔ اللہ تعالیٰ بستی والوں کو مساجد کی ظاہری اور باطنی آبادی کی توفیق دیں۔

درس کے بعد خدام کا یہ وفد اپنے مرحوم استاذ کی آخری آرام گاہ پر حاضر ہوا۔ اور قرآن پاک کی کچھ سورتیں پڑھ کر ایصال ثواب کیا۔

مولانا محمد حیات مذکورہ بالا بستی میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم مولانا فقیر محمد رح جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے اور اسی بستی میں قیام پذیر تھے۔ سے حاصل کی بلکہ قرآن مجید کا ترجمہ بھی مولانا موصوف سے پڑھا۔

بعد ازاں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے حکم پر قادیان تشریف لے گئے تقریباً ۱۲ سال تک مرکز کفر و ارتداد اور منبع دجل و تلبیس قادیان میں اسلام کا پھریرا لہراتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد اپنے بھائیوں کے پاس خیرپور میرس سندھ تشریف لے گئے اور کھیتی باڑی میں اپنے بھائیوں کا ہاتھ بٹانے لگے۔ جب مرزائیوں کی تبلیغی و ارتدادی سرگرمیاں ترقی کرنے لگیں تو حضرت امیر شریعت کے حکم پر مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری خیرپور میرس تشریف لے گئے اور مولانا کو جماعتی کام کرنے پر مجبور کیا، تو مولانا کے

کاروانِ ختم نبوت

مجالی آؤٹ آئے ۔ مولانا جالندھری نے یہ تجویز پیش کی کہ مولانا کے نائم مقام ایک ملازم رکھ لیا جائے جس کے جملہ مصارف جماعت ادا کرے اور مولانا "جماعت کا کام کریں ۔ تو مولانا جماعت کے مرکزی دفتر واقع مسجد سراجاں ملتان میں تشریف لاکر تردید مرزائیت میں منہمک ہو گئے ۔ ملک کے اہم دینی مدارس جہاں رمضان المبارک میں تفسیر قرآن کے دورے ہوتے تھے ۔ ایک ایک ہفتہ کر کے تمام مدارس میں تشریف لے جاتے اور دورہائے تفسیر میں شریک علماء کرام کو تربیت دیتے ۔ ملک عزیز میں جب بھی مرزائی ٹولہ کے دجل وتلبیس کے خلاف آواز اٹھتی مولانا دلائل کی دنیا میں مکمل راہنمائی فرماتے ۔

۱۹۷۶ء کا سال تھا کہ شیخ الاسلام محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ سابق امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے تبلیغی میدان میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے علماء کرام کو دعوت کے عنوان سے اشتہار شائع ہوا ۔ بندہ بھی دفتر مرکزیہ میں حاضر ہوگیا ۔ تقریباً ۴ ماہ تک مولانا سے تردید مرزائیت کے عنوان پر ٹریننگ لی ۔ مولانا کا انداز بیان سادہ اور صاف ستھرا ہوتا تھا مولانا موصوف کے حالات ایک مستقل مضمون کے متقاضی ہے ۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب مولانا مرحوم کے متعلق تفصیلی حالات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے ۔

شکر گڑھ

مولانا مرحوم کی قبر مبارک پر فاتحہ خوانی کے بعد یہ وفد شکر گڑھ روانہ ہوا ۔ جہاں مولوی حافظ عبداللہ نے وفد کو خوش آمدید کہا ۔ خطبہ جمعہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی مسجد چوک بخاری میں اور مولانا محمد فاروق نے جامع مسجد فرقانیہ میں دیا ۔ جہاں مولانا گل محمد توحیدی جو علاقہ کے نڈر اور بے باک عالم دین ہیں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں ۔

شکر گڑھ کے مسلمانوں نے مکمل تعاون کا یقین دلایا ۔

نورکوٹ

عصر کی نماز کے بعد یہ وفد نورکوٹ روانہ ہوا جو شہر شکر گڑھ سے تقریباً پانچ چھ کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے وہاں تبلیغی جماعت کے امیر جناب مولانا بشیر احمد کی رہنمائی اور ماسٹر رشید احمد صاحب کے تعاون سے مسجد بازار والی ۔ مسجد امام باڑہ والی ہمسجد اہل حدیث میں خطابات ہوئے ۔

گکھالہ

تقریباً گیارہ بجے دن مورخہ ۴ ۔ فروری کو گکھالہ کی طرف روانگی ہوئی جہاں اٹک کے مولانا قاری محمد مصری خان خطیب اور مدرسہ کے صدر مدرس ہیں ۔ (علاقہ میں ممتاز علمی شخصیت ہیں) سے ملاقات ہوئی ۔ موصوف نے مختصر وقت میں جلسہ کا انتظام کر دیا ۔ جہاں ظہر کی نماز کے بعد دونوں حضرات نے خطاب کیا ۔

نڈھالہ

پھر یہ وفد مولانا قاری محمد مصری خاں کی معیت میں نڈھالہ کے لیے روانہ ہوا جہاں مولانا محمد عظیم فاضل خیر المدارس ملتان خطیب ہیں ۔ صبح کی نماز کے بعد مختلف مساجد میں درس قرآن مجید کے پروگرام ہوئے

سنکھترہ

۵ ۔ فروری کو سنکھترہ روانگی ہوئی جہاں مولانا محمد تنویر صدیقی فاضل دیوبند جامع مسجد کے خطیب ہیں اور اس علاقہ کی مشہور علمی شخصیت اور مناظر ، (مناظر اسلام مولانا حافظ محمد شفیع صاحب رحمہ کے فرزند ارجمند ہیں ۔ جامع مسجد میں ظہر کی نماز کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا

ظفروال

پھر یہ وفد ظفروال کی طرف روانہ ہوا جہاں مولانا حکیم عبدالحق فاضل دارالعلوم دیوبند ، اور ماسٹر افتخار اللہ شاکر نے وفد کا خیر مقدم کیا مغرب کی نماز کے بعد مختلف مساجد میں دروس قرآن مجید ہوئے ۔ جبکہ مولانا محمد فاروق صاحب نے رات اونچہ کلاں میں گزاری اور صبح کی نماز کے بعد درس دیا اور مولانا محمد اسماعیل نے مرکزی جامع مسجد میں درس دیا ۔ بعد ازاں یہ وفد مراڑہ ، نادوال ، قلعہ سوبھا سنگھ ، پسرور ، قلعہ کالروالہ ، خوطہ فتح گڑھ گیا جہاں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا اور

ان تحصیلوں کے مسلمانوں کو ۱۷ فروری کے پروگرام کو کامیاب بنانے کی ترغیب دی ۔ الحمد للہ ایک ہفتہ میں خوب کام ہوا خدا قدوس تمام خدام و مبلغین کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے ۔

کنری

کنری سے ہمارے نمائندے محمد عثمان آزاد لکھتے ہیں کہ ۱۷ فروری بروز جمعۃ المبارک کو جامع مسجد نجارمی کنری میں جمعہ کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے مبلغ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب نے مرزا طاہر کے حالیہ دورہ پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ صرف اپنی زمین کے دیکھ بھال کے بہانے سے علاقہ میں کشیدگی پھیلانا چاہتا ہے ۔ اس کا یہ دورہ خطرناک عزائم کی اہمیت رکھتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ علاقے میں لاؤڈ اسپیکر پر پابندی ہونے کے باوجود بھی یہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرتے ہیں ۔ مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی کھلے عام غنڈہ گردی کا نوٹس لیا جائے اور ان کے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کی جائے ۔ مولانا نے فرمایا تمام مسلمانوں کا اس عقیدہ پر اجماع ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ قیامت سے قبل اس دنیا میں امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے ۔ انگریز کے خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی کا پچاس سال تک یہی عقیدہ رہا اور بعد میں کہا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام، کشمیر میں سرینگر کے محلہ خان یار میں دفن ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ یہ قادیانی دجال صرف مسلمانوں کو دھوکہ دے کر جاہل لوگوں سے سوال وجواب کرتے ہیں یہ فریب کاری کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے ۔
اگر قادیانیوں کو سوال جواب کرنے ہیں تو میں مرزا طاہر کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ ہمارے ساتھ بات کرے ، رو برو بات کرے ۔ واضح رہے کہ ۱۹۸۱ء میں مرزا مختار مربی قادیانیوں ... نے مناظرہ کا چیلنج دینے کے بعد راہ فرار اختیار کیا تھا اور اب حیدرآباد میں بھی راہِ فرار اختیار کیا ہے یہ صرف جاہلوں کو مرتد بنانے کے لیے ایک ڈھونگ رچایا جاتا ہے ۔

آخر میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ مرزا طاہر کے کنری کے گرد و نواح کے سالانہ دورہ پر پابندی عائد کی جائے اگر اس کے یہ دورے اسی طرح جاری رہے تو علاقہ میں رونما ہونے والے واقعات کی تمامتر ذمہ داری مقامی انتظامیہ پر ہوگی ۔ حکومت کو چاہیے کہ ان کو لگام دے ۔ مولانا محمد اسلم قریشی کا ذکر کرتے ہوئے مولانا عاشق الٰہی نے کہا کہ مولانا اسلم قریشی کو اغوا کیے ہوئے آج ایک سال مکمل ہو گیا لیکن ابھی تک انتظامیہ ان کی تلاش میں ناکام رہی ہے ۔ اس وقت ملک بھر میں اس مسئلے پر عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے ۔

ڈیرہ اسماعیل خاں

ڈیرہ اسماعیل خاں سے آمدہ اطلاع کے مطابق ۱۹ فروری ۱۹۸۴ بعد نماز عشاء جامع مسجد مولانا صالح صاحب مرحوم میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت حاجی محمد ریاض الحسن گنگوہی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت ہوا ، اجلاس کی ابتداء تلاوت کلام پاک سے ہوئی اور اس کے بعد حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب انگلینڈ نے درس قرآن پاک دیا ۔ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر بصیرت افروز مدلل بیان فرمایا اور قادیانیوں کی سازشوں پر روشنی ڈالی ۔ اجلاس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی
۱ ڈیرہ اسماعیل خاں سے سیالکوٹ جانے والے قافلہ کی آخری بس جس کے امیر خواجہ محمد زاہد صاحب تھے اور جس میں ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کے مقتدر علماء کرام جناب مولانا علاؤ الدین صاحب مولانا عبد السلام صاحب ، صاحبزادہ شمس الدین صاحب اور ہر مکتب فکر کے لوگ شامل تھے ۔ صبح ۱۷ فروری کو جلال پور بھٹیاں تھانہ کے انچارج اور پولیس والوں نے راستہ روک کر کہا کہ ہم تمہاری انتظار میں کھڑے ہیں ہمیں اطلاع آئی ہے کہ ان کو سیالکوٹ مت جانے دو اور بس کے کاغذات قبضہ میں کر کے سب لوگوں کو تھانہ لے جا کر حبس بے جا میں رکھا ۔ خراساں کیا ۔ بعد ازاں جلال پور بھٹیاں کے خطیب مولانا محمد اقبال صاحب وغیرہ کی مداخلت پر تین گھنٹے بعد واپسی کی شرط پر کاغذات واپس کیے اور یہ قافلہ ہنڈی بھٹیاں واپس جا کر دوسرے راستہ سے بعد نماز مغرب سیالکوٹ کانفرنس کے اختتام کے بعد پہنچا ۔ اس طرح اراکین کے طویل سفر کی صعوبت اور اخراجات بیکار کر دیے گئے ۔ یہ اجلاس توہین آمیز حرکات کی مذمت کرتا ہے اور ... حکومت سے مطالبہ کرتا

ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹس ڈیرہ اسماعیل خاں اور گوجرانوالہ کے ذریعہ متعلقہ پولیس والوں کے خلاف تحقیقات کرلتے اور ان کے خلاف "تادیبی کاروائی عمل میں لائے جب کہ پورے پاکستان میں کسی اور جگہ ایسی کوئی کاروائی نہیں ہوئی۔

۵۔فروری ۸۴ء کو گورنمنٹ کالج ڈیرہ اسماعیل خاں میں ایک احتجاجی جلسہ کیا گیا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔

۱ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں ایک لیکچرر حافظ محمد یوسف کو اور طلبا کو زدو کوب کرنے والے لوگوں کو سزا دی جائے۔

۲ محمد اسلم قریشی مبلغ ختم نبوت کے اغوا میں ملوث مرزا طاہر کو شامل تفتیش کرکے ۱۷۔فروری سے پہلے پہلے بازیاب کیا جائے۔

۳ تمام کلیدی آسامیوں سے قادیانیوں کو فوراً برطرف کیا جائے

۴ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے

۵ افغان پناہ گزین ڈیرہ پر متعین قادیانی ڈاکٹر رشید جو افغانوں میں قادیانیت کا پرچار کرتا ہے۔ فوراً برطرف کیا جائے۔

۶ تمام طلباء نے عہد کیا کہ وہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔

دارالعلوم عربیہ نعمانیہ صالحہ (رجسٹرڈ) ڈیرہ اسماعیل خاں کا ۴۳ سالانہ جلسہ ہمیشہ کی طرح امسال بھی جامع مسجد قدیمی مولانا صالح محمد صاحب مرحوم بتاریخ ۹-۱۰-۱۱ مارچ ۸۴ء کو منعقد ہو رہا ہے۔

جس میں ملک بھر کے علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لاکر سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و سیرۃ الصحابہ و اصلاح معاشرہ پر بصیرت افروز خطابات فرمائیں گے اور دارالعلوم کا آمد و خرچ پیش کیا جائیگا۔

محمد عبدالکریم پنیالی ناظم دارالعلوم عربیہ نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خاں

حق کی للکار — کفر کا فرار

قادیانیوں کے سربراہ

مرزا طاہر

بھاگنے پر مجبور ہوگئے

پچھلے دنوں مرزا طاہر احمد کراچی آئے تو ان کا قیام کراچی کے حساس مرکزی علاقے ڈیفنس سوسائٹی کے قادیانی گیسٹ ہاؤس میں رہا۔ ۹ فروری بروز جمعرات بعد نماز عشاء ایک نام نہاد "مجلس عرفان" منعقد کی۔ مجلس عرفان میں کراچی کے تمام قادیانی حضرات شریک ہوئے علاوہ ازیں بعض مسلمانوں کو بھی دوستی کی آڑ میں قادیانی حضرات ساتھ لانے میں کامیاب ہوگئے تھے۔ جب اس افسوسناک امر کی اطلاع مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رکن جناب مولانا منظور احمد الحسینی کو ہوئی تو ان سے قادیانیوں کی یہ جسارت برداشت نہ ہوئی تو وہ فوراً چند رفقاء کے ہمراہ اس نام نہاد مجلس عرفان میں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ دیگر کاروائی کے بعد جب مرزا طاہر اپنی مخصوص عیارانہ اور شاطرانہ انداز میں چٹوں کے جوابات دے رہے تھے تو اس موقعہ پر مولانا منظور احمد الحسینی نے بذریعہ رقعہ مرزا طاہر کو اتمام حجت کے طور پر اسلام کی دعوت دی نیز ایک سوال بھی چٹے میں لکھا مگر جیسے ہی مرزا طاہر کی نظر اس رقعہ پر پڑی اس نے نہایت چالاکی سے کہا

باقی صفحہ ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

قومی اخبارات کا مطالعہ

قادیانیوں کے خلاف جدوجہد جاری رہے گی

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش پر عملدرآمد کیا جائے: مجلس عمل ختم نبوۃ کی قرارداد

ختم نبوت کانفرنس سے مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا فتح محمد اور دوسرے علماء کرام کا خطاب

سیالکوٹ، ۱۸ فروری (نمائندہ جسارت) مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ کلیدی سرکاری آسامیوں سے انہیں علیحدہ کیا جائے۔ مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کرنے والوں کو قوم کے سامنے لایا جائے۔ اور مرزا طاہر احمد کو اس سلسلے میں شامل تفتیش کیا جائے۔ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ پر مذہب کے خانے میں قادیانیوں کی شناخت کا اندراج کیا جائے اور ان کی مسلح تنظیموں پر پابندی لگائی جائے۔ یہاں گزشتہ روز ختم ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں جس کی صدارت مجلس عمل کے مرکزی صدر مولانا خان محمد آف کندیاں شریف کی۔ ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں اعلان کیا گیا کہ ان مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد تیز کی جائے گی۔ اور ۲۶ اپریل کو راولپنڈی اور اسلام آباد میں کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ہوگی۔ اس کے علاوہ پشاور، کوئٹہ، بہاول پور اور حیدرآباد میں بھی کانفرنسیں ہوں گی۔ اور اگر اس تمام جدوجہد کے باوجود ۳۰ اپریل تک مطالبات منظور نہ کئے گئے تو ملک بھر میں قادیانیوں کے خلاف مہم چلائی جائے گی۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ملک میں بدامنی پیدا نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن یہ احساس روز بروز ابھرتا جا رہا ہے کہ احتجاج اور جدوجہد کے روایتی طریقے حکومت پر اثر انداز نہیں ہو رہے۔ اور یہ صورت حال انتہائی تشویشناک ہے اس لئے مرکزی مجلس عمل نے حکومت کو توجہ دلائی ہے کہ وہ قوم کو کسی نئے آزمائش سے دوچار کرنے کی بجائے ملکی سالمیت اور ملی وحدت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مجلس عمل کے مطالبات کو منظور کرے۔ مرکزی جامع مسجد ڈونگا باغ میں منعقد ہونے والی اس ختم نبوت کانفرنس سے ملک بھر سے آئے ہوئے تمام مکاتیب فکر کے علماء کرام اور کالعدم سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے خطاب کیا۔ کالعدم جمعیت علمائے پاکستان کے سکریٹری جنرل مولانا عبدالستار خان نیازی نے اپنی تقریر میں کہا کہ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کا تحفظ کرے اور اندرونی امن و امان کو قائم رکھے۔ قبل اس کے کہ عوام سڑکوں پہ نکل آئیں۔ اور حکومت پھر صورت حال پر قابو پانے میں ناکام ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا اسلم قریشی کی بازیابی حکومت کا فرض تھا لیکن وہ اس مسئلہ کے حل میں ناکام ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کسی ملک میں مسجد و مندر کے نام پر جاسوسی کے اقدام ہوں تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسے اداروں کو ختم کرے۔ مولانا عبدالستار نیازی نے کہا کہ حکومت قادیانیوں کی خوشنودی کی خاطر مسلمانوں کو ناراض کر رہی ہے حکومت پہ اب ہمیں کوئی اعتماد نہیں رہا۔ کالعدم جماعت اسلامی

پنجاب کے امیر مولانا فتح محمد نے کہا کہ اس کانفرنس میں عوام کی بھاری تعداد میں شرکت اس حقیقت کی غماز ہے کہ مرزائیت اس ملک میں بہت بڑا فتنہ ہے، جسے اب ختم کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ جد و جہد اس وقت تک جاری رہے گی۔ جب تک قادیانیوں کو حقیقی اقلیت نہیں بنا دیا جاتا۔ انھوں نے کہا کہ ختم نبوت پر تمام مسلمان متفق ہیں۔ مولانا فتح محمد نے کہا کہ موجودہ حکومت کسی بھی مسئلے کو حل نہیں کر سکی۔ ملک میں اللہ کی حاکمیت قائم کی جائے اور مارشل لاء کو ختم کیا جائے۔ کانفرنس سے کالعدم جمعیت العلماء اسلام کے سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی، جمعیت اہل حدیث کے علامہ احسان الٰہی ظہیر، علامہ علی غضنفر کراروی، مولانا ضیاء القاسمی، ملک محمد اکبر ساقی، مولانا منظور احمد چنیوٹی، بارک اللہ خان، مولانا امداد حسین، مولانا اللہ وسایا حقانی بار ایڈووکیٹ، ایاز بٹ، سید امین حسین گیلانی اور متعدد دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔

(روزنامہ جسارت کراچی ۱۹ فروری ۸۴ء)

بقیہ: مرزا طاہر کا فرار

کہ کچھ سوالات سیاسی ہیں اور چیٹ الگ رکھ دی۔ جب مولانا الحسینی نے محسوس کیا کہ مرزا طاہر میرے سوال کے جواب دینے میں پہلو تہی اختیار کر رہا ہے تو آپ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور مرزا طاہر سے سو پندرہ منٹ تک بقول مرزا طاہر کے مناظرہ کیا اور جب مرزا طاہر سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس نے اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے کرسی چھوڑنے میں ہی عافیت سمجھی اور راہ فرار اختیار کر لی۔

بقیہ: خصائل

ترجمہ ارشاد فرمایا تھا۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایک مرکب خوشبو ہے۔ چنانچہ قاموس وغیرہ نے اسی کو ترجیح دی ہے اور صاحب قاموس نے اس کے بنانے کی ترکیب بھی مفصل لکھی ہے۔

مجلس عمل کے مطالبات یہ ہیں

(۱) قادیانیوں کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے جن میں (۱) ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرنے (۲) قادیانیوں کو مسجد، اذان اور دیگر اسلامی اصلاحات کے استعمال سے قانوناً روکنے اور (۳) قادیانیوں کے خود کو مسلمان کہلانے کو جرم قرار دینے کی سفارش کی گئی ہے۔

(۲) فوج اور سول کے تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے اور کلیدی اسامیوں پر غیر مسلموں کے فائز ہونے کی قانوناً روک تھام کی جائے۔

(۳) مولانا محمد اسلم قریشی کو جلد از جلد بازیاب کیا جائے اور ان کے اغوا کے کیس میں مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش کیا جائے۔

(۴) پاسپورٹ اور شناختی کارڈ پر مذہب کے خانہ کا اضافہ کر کے قادیانیوں کا غیر مسلم کے طور پر اندراج کیا جائے۔

(۵) قادیانیوں کی مسلح تنظیموں پر پابندی عائد کی جائے اور تمام اسلحہ ضبط کیا جائے۔

دے کر احسان نہ جتانا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکا دینے والا، اور بخل کرنے والا، اور دے کر احسان جتانے والا (یہ تینوں شخص) جنت میں نہ داخل ہوں گے۔

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

کلامِ نفیس

کیوں شکوۂ غم اے دلِ ناشاد کرے ہے
اک غم ہی تو ہے جو تجھے آباد کرے ہے

صیاد یہ کیا کیا ستم ایجاد کرے ہے
اب سارے گلستان ہی برباد کرے ہے

کس حال میں اب ہائے وہ آزاد کرے ہے
دل قید سے چھٹتے ہوئے فریاد کرے ہے

یہ عشق تو ہر حال میں راضی برضا ہے
اب جو بھی ترا حُسن خدا داد کرے ہے

دل محو محبت ہے، اسے کچھ نہیں پروا
آباد کرے کوئی کہ برباد کرے ہے

پاوے ہے وہی عشق سرفرازئ عالم
جس عشق پہ وہ حُسنِ ازل صاد کرے ہے

اس ساقئ کوثرؐ سے صبا عرض یہ کرنا
اک رندِ سیہ مست بہت یاد کرے ہے

یہ عاشقِ بے نام ہے، مشتاقِ زیارت
دن رات ترے ہجر میں فریاد کرے ہے

درویش زبوں حال ہے، اے جانِ دو عالمؐ
ٹوٹے ہوئے دل سے جو تجھے یاد کرے ہے

اے بادِ صبا راہ تری دیکھ رہا ہوں
اب آکے سُنا جو بھی وہ ارشاد کرے ہے

رہتا ہے نفیسؔ ان دنوں اربابِ جنوں میں
دیوانہ ہے، رسوائی اجداد کرے ہے۔

سلطان القلم حضرت سید انور حسین صاحب نفیسؔ رقم مدظلہ